خبر نامہ این بی ٹی

جلد-1 شمارہ-3

اکتوبر تا دسمبر 2006

نوخواندوں کی تحریر کے لیے اردو میں ورکشاپ



رسم اجرا کا منظر۔ بائیں سے شمس اقبال، کشمیری لال ذاکر، اوتار سنگھ رن بیر، شمس تبریزی

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا اور ہریانہ اردو اکادمی، پنچکولہ کے تعاون سے نوخواندوں کی تحریر کے لیے اردو ورکشاپ کا انعقاد گوڑگاؤں میں کیا گیا۔ ایس سی ای آر ٹی کے سیمینار ہال میں منعقد اس ورکشاپ میں مہمان خصوصی جناب اوتار سنگھ کمشنر گوڑگاؤں ریج تھے۔ اس موقع پر جناب اوتار سنگھ نے کہا: اس طرح کے ورکشاپ سے اردو تخلیق کاروں کو ایک اسٹیج تو ملے گا ساتھ ہی مفید کتابیں بھی نوخواندوں کے لیے تیار ہو سکیں گی۔ اس موقع پر نوخواندوں کے لیے اردو میں ترجمہ کی گئیں چار کتابوں کی رسم اجرا بھی کمشنر جناب اوتار سنگھ نے کیا۔ جن کتابوں کی رسم اجرا ہوئی وہ: مچھلی کی آنکھیں (ذکیہ مشہدی)، تھار پر زندگی (قاسم خورشید)، دو بھائی (نشاط فاروق)، گلو (ناصرہ شرما)۔ ان کتابوں کا اردو ترجمہ شمس اقبال نے کیا ہے۔

ہریانہ اردو اکادمی کے سکریٹری اور لٹریسی پروموشن کمیٹی (بھارت سرکار) کے صدر ڈاکٹر کشمیری لال ذاکر نے کہا، ہمیں اردو میں عمدہ ادب تخلیق کرنا ہے تاکہ ہمارے ان قارئین کو آسان زبان میں کتابیں مہیا ہو سکیں جنھوں نے ابھی ابھی پڑھنا سیکھا ہے۔ ہندو۔ مسلم اتحاد کو ظاہر کرنے والی کہانیاں اس باہمی ورکشاپ میں تیار کی جائیں گی۔

اس موقع پر ٹرسٹ کے اردو مدیر ڈاکٹر شمس اقبال نے تفصیل سے ٹرسٹ کی سرگرمیوں کے بارے میں تخلیق کاروں کو بتایا، ساتھ ہی اس ورکشاپ کے اغراض و مقاصد پر بھی روشنی ڈالی۔ انھوں نے اس بات پر خوشی ظاہر کی کہ یہ اردو میں پہلا تجربہ ہے جس میں سینئر تخلیق کار اکٹھے ہوئے ہیں جو چار دنوں تک نوخواندوں کے لیے مواد تیار کریں گے، جسے نیشنل بک ٹرسٹ کے ذریعہ شائع کیا جائے گا۔

اردو میں نوخواندہ تحریر کی باریکیوں پر ہندی کے معاون مدیر (تعلیم بالغان) ڈاکٹر للت کشور منڈورا نے روشنی ڈالی۔ انھوں نے کہا کہ ہمیں اپنے قارئین کو سنجیدہ ادب کے ساتھ ساتھ پھیلتے ہوئے علوم سے بھی متعارف کرانا ہے۔ انھیں ایسی کتابیں دینی ہیں تاکہ ان کی راہیں آسان ہو سکیں اور وہ باعزت زندگی گذار سکیں۔ اس ورکشاپ میں 16 تخلیق کاروں نے حصہ لیا۔ تیار شدہ تخلیقات کو گوڑگاؤں سے 40 کیلو میٹر دور ریواسن گاؤں میں فیلڈ ٹیسٹ کیا گیا۔ میوات ضلع کے تحت نوح کی سمت جانے کا گاؤں! یہاں تخلیق کاروں کے دل کی بے چینی صاف دیکھی جا سکتی تھی۔

مسلم بستی! لگ بھگ سو لوگوں سے بے تکلف گفتگو میں محو تخلیق کاروں کا گروہ۔ چھوٹے بچے، نوجوان لڑکیاں، بڑے بزرگ، دکان دار، ٹریکٹر پر بیٹھے کسان، ٹرک ڈرائیور یعنی سماج کا ہر طبقہ یہ دیکھ رہا تھا کہ کہانی کو کیسے سنتا ہے، کیسے رائے دیتی ہے۔

تخت پر بیٹھے بزرگوں کی ٹولی، ان کی پیشانی پر خوشی کی چمک واضح طور پر دیکھی جا سکتی تھی۔ تخلیق کاروں میں ابن کنول، محمد علیم، فرزانہ، ظفر الاسلام، نصیر الدین ازہر، رتن سنگھ، ناز صحرائی، کمار پانی پتی، راجیہ گنوری، امر ساہنی، شمع افروز زیدی، شمس تبریزی، کندن اراولی اور کشمیری لال ذاکر شامل تھے۔

منتخب تخلیقات کا سبق موقع پر کرایا گیا۔ لوگوں نے کہانیوں کو جوش و خروش سے سنا اور ان پر اپنی رائے دی۔ گاؤں کے مکھیا یمین خان نے بتایا کہ یہاں کی آبادی تقریباً 1500-1600 کے آس پاس ہے۔ مسجد کے امام محمد زبیر احمد نے کہا کہ کسی بھی تعلیم کو حاصل کرنے کے لیے طریقہ آسان ہوگا تو پڑھنے میں دلچسپی پیدا ہوگی۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ 200 بچے یہاں اردو سیکھتے ہیں۔

گاؤں میں مڈل تک ایک سرکاری اسکول ہے۔ آگے کی پڑھائی کے لیے انھیں سوہنا، نوح، بھاسیٹرا جانا پڑتا ہے۔ کھیتی باڑی ان کی آمدنی کا ذریعہ معاش ہے۔ خاص فصل گیہوں اور باجرہ ہے۔ گاؤں والوں نے کہا کہ گاؤں کا اسکول دسویں / بارہویں تک ہو جائے تو بچوں کو پڑھنے دور نہیں جانا پڑے گا۔

اس ورکشاپ سے ایک بات تو واضح ہو گئی کہ گاؤں والوں کو آسان زبان میں کتابیں مہیا کی جائیں تو وہ پڑھیں گے اور ایسے مواد ہمیشہ پڑھنا چاہیں گے۔

ہندوستان فرینک فرٹ میں، 2006

ہندوستان کے متعلق یورپ کا نظریہ ہمیشہ سے مشرقی اساطیر پرمبنی رہا ہے جس میں ویدک عہد کی دانشوری اور اس کی کلاسیکی شاعری کی تعریف وتوصیف کی گئی ہے اور زمانہ حال میں ہندوستان کو اپنے شاندار ماضی سے منحرف ہونے کے لیے ملامت کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ یہ بات جرمنی پر بھی صادق آتی ہے، اس کی موجودہ متنوع لسانی، تہذیبی، اور ادبی رنگارنگی اور عالمی نظریہ کو یکسر فراموش کیا گیا۔ ہندوستان کے بارے میں مشہور ادیب گنٹر گراس کا نظریہ بھی روایتی طور پر متعصبانہ ہے حالانکہ انھیں اس بارے میں مستثنیٰ سمجھا جاتا ہے مگر وہ بھی ہندوستان کو زوال پذیر اور غریبی اور گندگی کی مثال مانتے ہیں۔ لیکن حال میں ہندوستان کے ایشیا میں معاشی، تکنیکی اور سیاسی قوت کے طور پر ظہور نے ہندوستان کے کثیرلسانی اور کثیر تہذیبی وجود کو بڑھتی ہوئی حمایت بخشی ہے اور اس کی اس خاصیت کو متحدہ یورپ کے لیے رول ماڈل تصور کیا جارہا ہے۔ اور ہندوستان کے متعلق انگریزی میں موجود مواد کے نتیجے میں جرمنی کے دانشوروں، ادیبوں اور مترجموں نے ہم عصر ہندوستان میں نئی دلچسپی لینی شروع کی ہے۔ فرینک فرٹ کتاب میلے میں دوبارہ ہندوستان کو مہمان خصوصی کی حیثیت سے مدعو کیا جانا ہندوستان کے متعلق یورپ کے بدلتے ہوئے نظریے کا اعتراف ہے، اس میں یہ اعتراف بھی مضمر ہے کہ یورپ والے برصغیر کی سچائی کی تمام پیچیدگیوں کو اس کے ہم عصر تمام جہات میں دیکھنا چاہتے ہیں۔

ہندوستان نے پوری سنجیدگی کے ساتھ اس دعوت کو قبول کیا اور اس سال فرینک فرٹ میں شاندار مظاہرہ کیا۔ مارچ 2006 میں لیپ زگ میں ایک شاندار افتتاحی تقریب کے ذریعے ایک بڑے شو کے پیش لفظ کے طور پر اس کی شروعات ہوئی تھی۔ جرمن کے شہر اور ثقافتی مراکز میں اس افتتاحی تقریب میں دس ادیبوں نے اپنے فن پاروں کی قرأت کی، ان ادیبوں میں زیادہ تر نوجوان نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ تقریب اس بڑے جشن کا پس منظر ثابت ہوئیں جو آئندہ ہونے والی تھیں۔ اس پروگرام میں ہندوستان اور جرمنی کے درمیان ادیبوں کا تبادلہ بھی ہوا۔ چھ مختلف زبانوں کے ہندوستانی ادیبوں نے جرمنی کے مختلف شہروں میں تقریباً ایک ماہ گزارا اور اوراپنی تخلیق لوگوں کے سامنے پیش کیں، ان سے تبادلہ خیال کیا۔ اپنے ہم منصب ہندوستان میں مقیم جرمن ادیبوں سے تاثرات کا تبادلہ خیال کیا اور جو کچھ بھی ان کے متعلق مقامی اخباروں میں شائع ہوا اس کی ویب ڈائری بنائی۔

لیکن سب سے زبردست اور قابل دید مظاہرہ فرینک فرٹ (Frankfurter Buchmesse) کے دوران سامنے آئے۔ کتاب میلے کا تھیم تھا "آج کا ہندوستان"۔ اس میں خاص بات یہ تھی کہ ہندوستان کے شاندار ماضی سے قطع نظر کیے بغیر معاصر ہندوستان کے فن اور علم وادب پر توجہ مرکوز کرنے کی کوشش کی گئی۔ کتاب میلے کی افتتاحی تقریب کی شام تہذیبی اور ثقافتی روایت کو موسیقی اور رقص کے پروگرام کے ذریعے پیش کیا گیا۔ اسے بنسی کول نے ترتیب دیا تھا اور اس میں اروناسائی رام، مرلی شیر گل، نوتیج سنگھ جوہر جیسے فن کاروں نے حصہ لیا۔ اس ضمن میں امریتا شیر گل کی روایتی چتر کاری، ہندوستانی دستکاری، طعام، مسودے اور دیگر پروگرام کا مظاہرہ جرمنی بھر میں کیا گیا۔ بہرحال جدید رقص کی نمائندگی جے چندرن، چندر لیکھا، استاد دیوا اور دیگر فن کاروں نے کیا۔ حبیب تنویر کے ڈرامے اور ستیہ جیت رے، ادور گوپال کرشنن، گوتم گھوش، گریش کرنڈ، جبار پٹیل، اپرنا سین، رتو پارنو گھوش، ناگیش کوکانور، کیتن مہتا، بدھا دیب داس گپتا، وغیرہ جیسے معاصرین ڈائرکٹروں کی فلمیں دکھائی گئیں۔ ہندوستان کے کارٹونسٹوں کی نمائش میں اووی وجین، آر کے لکشمن، ابو ابراہم، ماریو میرانڈا اور راجندر پوری، این کے رنگا کے فن کی نمائش کی گئی۔ ہم عصر فوٹوگرافی کی نمائش میں روی اگروال، انوپ میتھو تھامس، اتل بھلیا، سنیل گپتا، سمر جودھا، وجے جودھا، اور اتیامن کی شاندار تصویریں رکھی گئی تھیں۔ چنڈی گڑھ کے لاکاربوزیئر کی نمائش، ہندوستانی خواتین تحریک کے پوسٹروں کی نمائش، دلیپ پاریکھ کی تصاویر 'انگلو انڈین' کی نمائش، ملٹی میڈیا کی 'انٹر' نمائش اور ہندوستان کی موتصاویر پرمبنی کتاب کی نمائش کی گئی۔ ان تمام کے ذریعے معاصر ہندوستان کے خوابوں اور مشکلات کی عکاسی کی گئی تھی۔ سیمنار اور بحث ومباحثہ کے عناوین اور تھیم بھی معاصر ہندوستان پرمبنی تھے جن میں تاریخ کی تشریح وتعبیر، آج کا ہندوستانی ادب، جرمنی میں ادبی مطالعہ، ہندوستانی کتب بازار، ہندوستانی ادب میں حاشیے کے لوگ، گاندھی اور امن عالم وغیرہ اہم تھے۔ بپن چندر، رومیلا تھاپر، مشیرالحسن، سدھیر ککڑ، گنیش دیو، ہریش ترویدی، اور آلوک بھلا جیسے تاریخ دانوں اور ادیبوں نے جرمنی کے اپنے ہم منصبوں کے ساتھ ان مباحثوں میں شرکت کیا۔



فرینک فرٹ کے کتاب میلے کے دوران 61 ہندوستانی ادیب موجود تھے۔ نیشنل بک ٹرسٹ، ساہتیہ اکاڈمی جیسے اداروں اور جرمنی کے ناشرین نے ان کا خرچ اٹھایا۔ ان میں سے اکتالیس حضرات ہیں

ہندوستانی زبانوں کی نمائندگی کر رہے تھے جن کا خرچ جرمنی کے کسی بھی ناشرین نے نہیں اٹھایا تھا۔ ہندوستان جیسے کثیر لسانی ملک سے اگر سو مصنفین کا انتخاب کیا جائے تو اس میں بحث کی گنجائش قائم رہے گی۔ بہر حال ہندوستان کی نمائندگی کے لیے یہ انتخاب کافی حد تک برحق تھا کیونکہ اس میں کہنہ مشق کے ساتھ جوان نسل کے مصنفین بھی شامل تھے اور اس میں معاصر رجحانات جیسے خواتین کی تحریریں، اقلیتوں کے مباحثے اور دلت ادب کی بھی شمولیت تھی۔ اس فہرست میں یو آر اننتھا مورتھی، مہا شویتا دیوی، اندرا گوسوامی، سنیل گنگو پادھیائے، گریش کرناڈ، ایم ٹی واسودیون نائر، گردیال سنگھ، راما کانت رتھ، پرتیبھا رے، ونود کمار شکل، گلزار، جاوید اختر، ندا فاضلی، اشوک واجپئی، سیتانشو یشاچندرن، اور نام دیو ڈیسائی جیسے معتبر نام کے ساتھ ساتھ الکا سروگی، موگھی تنیش، سلمیٰ، شاہجہانا، کائی موزہی، رجولا شاہ اور سوپن چکرورتی جیسے جوان مصنفین اور اودین نارائن سنگھ، گگن گل، سرجیت پاتھر، ادے پرکاش، پال زکریا، اور پرکاش والمیکی، نیلا دھر جاگری اور چترا مدگل جیسی درمیانی عمر کے مصنفین اس کتاب میلے میں شریک ہوئیں۔ وکرم سیٹھ، امیتابھ گھوش، کرن ناگر، پنکج مشرا اور ششی تھارور جیسے انگریزی میں لکھنے والے کئی ہندوستانی مصنفین جرمن زبان میں پہلے سے ہی جانے پہچانے نام ہیں کیونکہ ان کی تصانیف جرمن زبان میں ترجمہ ہو چکی ہیں۔ دوسرے مصنفین میں اوپامنیو چٹرجی، رانا داس گپتا، امیت چودھری اور الطاف ٹائر والا شامل تھے۔ انتخاب کرنے والوں کے لیے سخت مشکل درپیش تھی کیونکہ انھیں علاقے، زبان اور ملکی رجحانات کے پیش نظر انتخاب کرنا تھا۔ تاہم این بی ٹی اور ساہتیہ اکادمی نے جن مصنفین کا خرچ اٹھایا ان میں اکثریت دیسی زبانوں کے مصنفین کی تھی اور جرمنی کے ناشرین نے زیادہ تر انگریزی میں لکھنے والوں کو اسپانسر کیا۔ ہندوستان کی تصانیف کی ریڈنگ کے دوران میلے میں ہندوستانی پویلین اور ہندوستانی فورم میں کافی بھیڑ نظر آئی۔ شاید ہندوستان کی مختلف زبانوں کے ادب کو اس کے مخصوص انداز و بیان کے ساتھ سننے کا جرمنی والوں کے لیے یہ پہلا موقع تھا۔ اصل زبان میں کہانیوں، نظموں، ناول کے اقتباسات کی قرأت کے ذریعے ہندوستان کی ثقافت، اور اس کا درد، اس کی سرزمین اور اس کے لوگ جرمنی میں زندہ ہو گئے اور جرمنی زبان میں ان کا ترجمہ بھی اصل متن کے ساتھ پیش کیا گیا۔ قرأت کے اجلاس بہت اچھے ڈھنگ سے چلے کیونکہ منتظمین نے پوری تیاری کر رکھی تھی، سوالات بھی بہت برمحل پوچھے گئے۔

ہندوستان کے ایک سو ستر ناشروں نے ہندوستان میں کتاب میلے کا انعقاد کرنے والی بنیادی ایجنسی نیشنل بک ٹرسٹ کی دعوت پر لبیک کہا اور ہندوستانی پویلین میں اپنی دکانیں سجائیں۔ جملہ حقوق کی فہرست ہر ایک ناشر علاحدہ طور پر اور اجتماعی طور پر لے کر آئے تھے۔ میلے میں چھیالیس ہندوستانی کتابوں کے جرمن زبان میں تراجم کے اجراء کے ساتھ فرانسیسی میں چھ اور اسپینی میں تین کتابوں کے تراجم کا اجراء بھی کیا گیا۔

ہندوستانی مصنفین کی منظوم کتابوں میں گوپی ناتھ موہنتی کی پرجا، سی راجا کرشنن کی 'اسپند نامیکا لے نندی' (انگریزی میں May be Another Day کے نام سے ترجمہ ہوئی ہے)، مہاشویتا دیوی کی بچوں کی تصنیف کے علاوہ منتخب کہانیاں، الکا سروگی کے ذریعے کی گئی سعادت حسن منٹو کی منتخب کہانیاں، دلیپ چترے کی منتخب نظمیں، وشنو کھرے اور کے سچیتا نندن کی تصنیف ایک خادمہ یعنی بے بی ہلدر کی خود نوشت اور دلیپ چترے کی ناولوں کی سیریز 'پاپے کوارٹٹ' شامل ہیں۔ منتخب مجموعوں میں جدید ہندی شاعری، دو معاصر ملیالم تصنیف (فکشن اور شاعری) اور مختلف ناشرین کے ذریعے تین دیگر ہندوستانی تصانیف شامل تھیں۔ یہ کتابیں بھکتی روایت کے علم بردار میرا بائی اور کبیر کے ترجموں اور داندن کی کلاسیکی سنسکرت تصنیف 'داس کمار چرتم' کے علاوہ ہیں۔ یہ پہلا موقع تھا جب ہندوستان کے ادیبوں کی تصانیف اس قدر زیادہ تعداد میں جرمنی زبان میں شائع ہوئی ہوں۔ یہ ایک خوش آئند بات ہے کہ تقریباً تمام تراجم اصل زبان سے جرمن زبان میں کیے گئے۔ یہ تراجم انگریزی کے مصنفین ششی تھارور، وکرم سیٹھ، خوشونت سنگھ، کرن ڈیسائی، عطیہ حسین، اور امیتابھ گھوش کی تصانیف کے علاوہ ہیں جو کہ اکثر جرمن زبان میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ نیشنل بک ٹرسٹ نے ناشرین اور مترجمین کو اس کام میں مالی تعاون فراہم کیا۔ جرمن کے بڑے چھوٹے ناشرین میں ان سل، اے ون، فیشر، دروپدی، ہارلیمین، ایکسل دل من، مینیسی، ڈارج جاشن بخ بی اینج بیک، کینس بیک وغیرہ شامل تھے۔

جرمنی کے رپورٹ کے مطابق کتاب میلے میں شائقین کی تعداد ایک ریکارڈ تعداد تھی جس نے گزشتہ تمام تعداد کو پیچھے چھوڑ دیا۔ ان میں یہ اعتراف بھی کیا گیا کہ مہمان خصوصی کی حیثیت سے ہندوستان پورے میلے پر چھایا ہوا تھا کیونکہ یہ ہمیشہ عوام اور میڈیا کی توجہ کا مرکز رہا۔ نیشنل بک ٹرسٹ اور اس کے ساتھ تعاون کرنے والے اداروں کو یقیناً اتنے بڑے، بامعنی اور شاندار پروگرام کے انعقاد کے لیے فخر محسوس کرنا چاہیے۔ اس کتاب میلے کے ذریعے ہندوستانی زبانوں کی کتاب کے لیے یورپ کے ناشرین کا دروازہ کھل چکا ہے لیکن اس کو برقرار رکھنے کے لیے ہندوستان کے ناشرین اور اہم اہمیت کی حامل ایجنسیوں کو بیرونی زبان میں ہندوستانی ادب کے ترجمے کے فروغ کے لیے مالی تعاون کرتے رہنا ہوگا۔ ہندوستان کو زیادہ سے زیادہ تراجم کا انتظار ہے تاکہ وسیع دنیا اس کی رنگارنگ اور متنوع تہذیب و ثقافت اور اس کی پیچیدگیوں کو سمجھ سکے۔

کے۔ سچیتا نندن

معروف شاعر اور ناقد کے سچیتا نندن فرینک فرٹ کتاب میلے 2006 میں این بی ٹی کی جانب سے سرکاری مندوب تھے۔

اردو ترجمہ: مرزا اے بی بیگ

فرینک فرٹ کتاب میلے میں



مرکزی وزیر برائے فروغ انسانی وسائل شری ارجن سنگھ جرمنی کے وفاقی وزیر خارجہ ڈاکٹر فرینک والٹراشٹین کے ساتھ انڈیا فورم کا افتتاح کرتے ہوئے





انڈیا پویلین میں شری ارجن سنگھ



فروغ انسانی وسائل سکریٹری جناب سدیپ بنرجی انڈیا فورم کے پریس ٹور پر



محترمہ نزہت حسن، ڈائریکٹر این بی ٹی پریس سے مخاطب



جرمنی کے صدر جناب ہارسٹ کوہلر (بائیں جانب) این بی ٹی کے چیئرمین پروفیسر بپن چندرا اور جرمنی میں مقیم ہندوستانی سفیر میرا شنکر کے ساتھ انڈیا فورم میں

ہندوستان کی جھلکیاں



ہندوستان کے افتتاحی ثقافتی پروگرام 'دھوانی' میں ہندوستان کے مشہور معاصر رقاص استاد دیبو اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہوئے۔



ریڈنگ سیشن میں سامعین کا ایک منظر



میلے میں ہندوستانی ناظرین



دھوانی پروگرام میں راجستھان کے مانگاؤں نیر کے اساطیر کی پیش کش



امیتابھ گھوش اور گنٹر گراس ایک مذاکرے میں



پریس نور انڈیا فورم میں میڈیا سے خطاب کرتے ہوئے یو آر اننتھا مورتھی اور اشوک واجپئی

ہندوستان کا دانشورانہ مقام

فرینک فرٹ کتاب میلے 2006 میں دوسرے گیسٹ آف آنر ملک کیٹالونیا کو میلے کے آخری دن یعنی 8 اکتوبر کو ہندوستان نے اپنی اعزازی دستار پیش کیا۔ اس موقعے سے منعقدہ ایک شعری نشست میں پانچ سو سے بھی زیادہ بڑے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے ایلیجا ترایانو نے کہا کہ ہندوستان اور وہاں کے مصنفین سال بھر جرمنی کے اخباروں اور ٹیلی ویژن پر چھائے رہے۔ Among the Ganges کے مصنف اور بلغاریائی اور جرمن زبان کے معروف معاصر ادیب کی جانب سے آنے والا یہ بیان کافی اہمیت کا حامل ہے۔



محترمہ نزہت حسن، ڈائریکٹر این بی ٹی، کیٹالونیا کو تحفہ پیش کرتے ہوئے اور جناب جورگن بوس دیکھتے ہوئے۔

بہر حال 2006 میں ہندوستان کے عالمی معاشی نقشے پر ایک بڑی قوت کی شکل میں ابھرنے کے ساتھ ساتھ عالمی افق پر ہندوستان کے کثیر تہذیبی، کثیر لسانی، ترقی پسند اور سیکولر ہندوستانی ادب، تعلیم، اشاعتی صورت حال وغیرہ کا بھی ظہور ہوا ہے۔ اور فرینک فرٹ بک فیئر کے ذریعے گیسٹ آف آنر ملک کے اعزاز نے آزادی کے حصول کے بعد سے مختلف میدانوں میں ہندوستان کی دانشورانہ قوت کے مقام کی تعین کے لیے ایک مناسب پلیٹ فارم عطا کیا۔ وسائل برائے فروغ انسانی کے مرکزی وزیر ارجن سنگھ نے فرینک فرٹ کتاب میلے کا افتتاح کرتے ہوئے اس حقیقت کا اعتراف کیا جب انھوں نے میلے کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ یہ کثیر لسانی میلہ انسان اور اس کی تخلیق اور علم و دانش کے تنوع اور رنگا رنگی کا عظیم جشن ہے۔

جب ہم پیچھے مڑ کر دیکھتے ہیں تو ہم پاتے ہیں کہ یہ چند کارنامے قابل ذکر ہیں۔ ایک سال کے اندر تقریبا 55 ہندوستانی کتابوں کا جرمن، فرانسیسی اور ہسپانوی زبانوں میں مخصوص مالی تعاون اسکیم کے تحت ترجمہ ہوا۔ اس کارنامے کو 'غیر معمولی' قرار دیتے ہوئے فرینک فرٹ کتاب میلے میں کہا گیا کہ یقینا اس سے ہندوستان اور ہندوستانی مصنفین میں لوگوں کی ایک طویل مدتی دلچسپی قائم ہوگی۔

اسی سے ملحق فرینک فرٹ اور جرمنی کے دوسرے شہروں میں جمع ہونے والے تقریبا 70 ہندوستانی ادیبوں کی اپنی تخلیق کی کامیاب ریڈنگ کا پروگرام بھی رہا۔ قدما نے اعتراف کیا کہ انھوں نے اس سے قبل بیرونی ممالک کی سرزمین پر ہندوستانی مصنفین کو اتنی بڑی تعداد میں ایک ساتھ جمع ہوتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔ یہ اعتراف اپنے آپ میں ایک کارنامہ ہے لیکن اس سے بھی زیادہ خوشی کی بات یہ ہے کہ جرمنی کے سامعین اور دانشوروں نے نہ صرف ہندوستان کے معروف ادیبوں کو بغور سنا بلکہ نئے لکھنے والوں جیسے کشمیری شاعر شفیع شوق، نسوانیت پسند تلگو شاعرہ شاہجہانہ، تامل زبان کی شاعرہ سلمی، نئے انگریزی ادیب مانگ دائی اور الطاف تائروالا جیسے لوگوں کو بھی بغور سنا اور سراہا۔ اگر منطقی طور پر دیکھا جائے تو دو سے چار افراد پر مشتمل ہندوستانی گروپ کا تین ہفتے کے دوران پورے جرمنی میں سو سے بھی زیادہ ریڈنگ مجلسیں منعقد کرنا یہ ثابت کرتا ہے کہ اس نے جرمن ادب پر اپنا تاثر کتنا گہرا چھوڑا ہوگا۔

مہمان ملک کے پروگرام کو فرینک فرٹ کتاب میلے میں اس طرح سے ترتیب دیا جاتا ہے کہ مہمان ملک کے لیے یہ ممکن ہو پاتا ہے کہ وہ اپنی سرگرمیوں کی رفتار بتدریج بڑھا سکے۔ جو چیز 2005 کے فرینک فرٹ کتاب میلے میں ہندوستان کی اشاعت کے مختلف پہلوؤں پر اظہار خیال سے شروع ہوئی تھی وہ لیپزگ کتاب میلے میں ہندوستان کے متعلق آنکھیں کھولنے والا موقع ثابت ہوا جہاں ہندوستان کے 12 ادیبوں نے لیپزگ کے علاوہ جرمنی کے دوسرے شہروں میں بھی اپنی تصانیف کو پیش کیا۔ اس کے بعد کے مہینوں میں پروفیسر رومیلا تھاپر، پروفیسر ٹی کے اومن اور پروفیسر انیل بھٹی نے بالترتیب تاریخ، سماجیات اور زبان و ادب پر تعلیمی سیمنار پیش کیے۔ اس کے علاوہ کتاب میلے کے دوران این بی ٹی نے 'ہندوستانی ادب کے تراجم' اور 'جرمنی میں ہندوستانی ادب کے مطالعے' کے عنوان کے تحت دو سیمنار منعقد کیے جس سے ادب کے ان دو گوشوں پر خاطر خواہ روشنی پڑی جو عام طور پر دانشورانہ ادبی مباحثوں میں نظر انداز کر دیے جاتے ہیں۔ پروفیسر مونیکا بوہم ٹیٹل باخ، ڈاکٹر کرسٹینا اوئسٹر ہلڈ، ڈاکٹر جارج لیچنر، پروفیسر ہی ڈرن بروکنر، ڈاکٹر مارگوٹ گاٹزلاف وغیرہ جیسی ہندوستانی ادب میں درک رکھنے والی جرمنی



ریڈنگ سیشن میں سلمی اور سدھیر ککر

کی مشہور و معروف ادبی شخصیات کے علاوہ کثیر تعداد میں جرمنی کے سامعین اور بحث میں حصہ لینے والوں کی موجودگی سے یہ واضح ہوگیا کہ جرمنی میں ایک سنجیدہ طبقہ ایسا ہے جو ہندوستانی ادب میں کافی دلچسپی رکھتا ہے۔



انڈیا فورم میں ریڈنگ سیشن کے دوران ناظرین

اس بات کو کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ مضبوط ناشر برادری کی عدم موجودگی میں ملکی اور غیر ملکی سطح پر یہ دانشور اور ادیب اپنا خاطر خواہ اثر قائم کرنے سے قاصر ہیں۔ فرینک فرٹ کتاب میلہ جو کہ دراصل دنیا بھر کے ناشروں کو ایک دوسرے کی ضرورتوں کو سمجھنے کے لیے منعقد کیا گیا تھا اس میں پہلی بار ہندوستان کے لیے مخصوص انڈیا نیشنل پویلین میں تقریباً 175 ہندوستانی ناشروں کو شامل ہونے کا موقعہ ملا۔ ایک ہی جگہ ان کی زبردست موجودگی سے یہ بات کھل کر سامنے آئی کہ ہندوستانی اشاعت اس میدان میں کتنی آگے آئی ہے۔ کچھ ناشروں نے بچوں کے ادب پر مبنی نمائش اور ہاتھ سے بنی کتابوں کی براہ راست نمائش کے ذریعے سبقت حاصل کر لی اور ناشروں کی جانب سے تمام پیشکش کو اور بھی نیرنگی عطا کی۔

اس مختصر جگہ میں یہ ممکن نہیں ہے کہ ہندوستان کی جانب سے اس میلے میں مہمان ملک کی حیثیت سے جو کچھ پیش کیا گیا اس کا احاطہ کیا جا سکے۔ بہر حال، ہندوستان کی جانب سے فن کاروں کا مظاہرہ، ہندوستانی تصاویر کی نمائش، ہندوستان کی آئی ٹی صلاحیتوں کا مظاہرہ، قدیم ہندوستانی مسودوں کی نمائش وغیرہ نے مل کر آج کے ہندوستان کا موزیک پیش کیا جو کہ اس نمائش کا موضوع تھا۔ اس بنیاد پر فرینک فرٹ کتاب میلے کی انتظامیہ کے ڈائرکٹر جناب جرجن بوس نے کہا کہ ستر کے عشرے سے یعنی جب سے کتاب میلے میں اس روایت کا چلن ہوا ہے تب سے یہ کسی بھی مہمان ملک کی جانب سے پیش کی جانے والی سب سے کامیاب نمائش تھی۔

کمار وکرم

اردو ترجمہ: مرزا اے بی بیگ

تبصرہ



گاندھاری

مصنف: این ڈی مہانور

مترجم: مناظر عاشق ہرگانوی

قیمت: ۴۵ روپے، ناشر: نیشنل بک ٹرسٹ، اے۔۵

گرین پارک، نئی دہلی۔۱۱۰۰۱۶

مبصر: ابرار رحمانی

گاندھاری دراصل مراٹھی میں لکھا گیا این ڈی مہانور کا ایک ناول ہے جسے نیشنل بک ٹرسٹ نے اپنے ''ہندوستانی کتابوں کا سلسلہ'' کے تحت مختلف زبانوں میں شائع کیا ہے۔

گاندھاری جیسا کہ ہم سبھی جانتے ہیں، مہابھارت کا ایک اہم کردار ہے۔ ناول نگار نے اپنے ناول کا آغاز ہی اس جملہ سے کیا ہے: ''گاندھاری......چھوٹی سی بستی...... مہابھارت کی رانی گاندھاری جیسی اس کی قسمت......رانی مگر بدنصیب''۔ اس ایک پہلے جملے سے ہی ناول کا موضوع اور میدان طے ہو جاتا ہے۔ یہ اس ناول کی خوبی بھی ہے اور خامی بھی۔ یہ حسن اتفاق ہے کہ ریاست حیدرآباد کے ایک چھوٹے سے گاؤں کا نام بھی گاندھاری ہے جو اب مہاراشٹر میں ہے۔ اس گاؤں کی بدنصیبی بھی مہابھارت کی گاندھاری سے کم نہیں۔ ناول نگار نے گاندھاری کے استعارے سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے ایک اچھے ناول کی تخلیق کی ہے۔

گاندھاری میں سیکڑوں کردار ہیں جو آپس میں مل کر اس گاؤں کی سماجی سچائی کی عکاسی کرتے ہیں، جس میں سے ایسے ہزاروں لوگ رہتے بستے ہیں۔ یہ گاؤں کوئی منفرد گاؤں نہیں بلکہ ہندوستان کے ہزاروں لاکھوں گاؤں کی طرح ہی ایک گاؤں ہے، جس میں اچھے لوگ بھی رہتے بستے ہیں اور بدقماش بھی۔ اور یہ لوگ اپنے اپنے ظرف کے مطابق خواب بھی دیکھتے ہیں اور اسے حقیقت کا جامہ بھی پہناتے ہیں اس ناول کا اردو ترجمہ مناظر عاشق ہرگانوی نے ہندی سے کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں ترجمہ در ترجمہ کی خامی در آئی ہے۔ بہتر ہوتا کہ مراٹھی جاننے والے اردو ادیب سے اسکا ترجمہ کروایا جاتا۔ پھر بھی ناول دلچسپ ہے اور پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا کی تازہ ترین مطبوعات کا مختصر تعارف



انسان کی کہانی   یمان بسو   مترجم   مرغوب احمد

پیڑ پر رہنے والے ایک معمولی بندر سے انسان کی ترقی کی کہانی میں ایک دلچسپ تحقیق کے تمام پہلو موجود ہیں۔ رکازی ثبوت سے جیسے جیسے نئے اشارے ملتے جاتے ہیں، ویسے ویسے کہانی ڈرامائی موڑ اور رخ اختیار کرتی چلی جاتی ہے۔ لیکن اخیر میں کہانی کے سبھی سرے ایک جگہ آکر مل جاتے ہیں۔ تصاویر سے بھرپور اس کتاب میں سائنسدانوں کی ایسی بہت سی تلاش اور حتی المقدور کوششوں کا بیان کیا گیا ہے جس کی بدولت آخر کار آج ہم واقف ہوئے کہ ہم کہاں سے آئے ہیں۔ کتاب میں یہ بتایا گیا ہے کہ کس طرح ہمارے آباواجداد نے پیڑوں کی زندگی کو چھوڑ کر دو پیروں پر چلنا، اوزاروں اور آگ کا استعمال کرنا اور ہم نے انسانوں کی طرح بولنا سیکھا۔

قیمت: 65.00

ISBN 81-237-4810 4



آتم پرکاش   سنیل گنگو پادھیائے

مترجم   خورشید اکرم

آتم پرکاش سنیل گنگو پادھیائے کا پہلا ناول ہے، جو 1966 میں شائع ہوا۔ اس ناول کا مرکزی کردار سنیل محبت کرنا چاہتا ہے۔ وہ محبت پر یقین رکھتا ہے۔ وہ کسی کا برا نہیں چاہتا۔ محبت اسے نہیں ملتی، ملتی ہے تو تحقیر اور محرومی۔ مگر اس کے باوجود اس کے اندر محبت کا جذبہ ہے اور یہی اس کردار کا بنیادی وصف ہے۔ ہیرو کی زندگی میں آنے والی تین لڑکیاں — گائتری، منیشا، جمنا — اس کے دل میں ہلچل تو پیدا کرتی ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی اس کی روح کے تاروں پر انگلی نہ رکھ سکی۔ ان لڑکیوں نے اسے خواب دکھائے مگر اپنے کو اس کے سپرد نہ کیا۔

قیمت: 100.00

ISBN 81-237-4836-1

این بی ٹی — جی ایچ پی کے ترجموں کی فہرست میں بوکر انعام یافتہ شامل

فرینک فرٹ کتاب میلے میں مہمان خصوصی یعنی گیسٹ آف آنر کی حیثیت سے ہندوستان کی اہم ترین کامیابیوں میں 55 ہندوستانی کتابوں کا جرمن، فرانسیسی، اور اسپینی زبانوں میں ترجمہ شامل تھا جسے خاص طور پر ہندوستانی ناشرین اور مصنفین کے فروغ کی خاطر سبسیڈی اسکیم کے تحت شائع کیا گیا۔



ان کتابوں کی فہرست میں معاصر ہندوستانی ادب کی چند مشہور کتابیں شامل تھیں جن میں کرن ڈیسائی کا ناول 'وراثت زیاں' (The Inheritence of Loss) بھی تھی جسے حال ہی میں ادب کے شہرہ آفاق بوکر انعام سے نوازا گیا ہے۔ کرن ڈیسائی کی انگریزی میں لکھی گئی اس کتاب کو پنگوئن نے شائع کیا ہے اور نیشنل بک ٹرسٹ کے تعاون سے M/s Berlin Verlag GmbH نے شائع کیا۔ اس کے جرمن نسخے پر این بی ٹی کا لوگو بھی موجود ہے۔ جرمنی کے کتب فروشوں کے ہاں سے یہ کتاب اسی وقت ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگئی جیسے ہی اسے بوکر انعام سے سرفراز کرنے کا اعلان کیا گیا۔

جی ایچ پی اسکیم کے تحت مزید جن کتابوں کو جرمن، فرانسیسی اور ہسپانوی زبان میں ترجمہ کرنے کے لیے مالی تعاون فراہم کیا گیا ان میں مہاتما گاندھی کی 'ہندوازم کیا ہے؟' سعادت حسن منٹو کی تقسیم ہند کے متعلق کہانیوں کا انتخاب 'ٹوبہ ٹیک سنگھ اور دوسری کہانیاں'، ششی تھارور کی دو کتابیں 'نہرو: دی انونشن آف انڈیا'، اور 'شو بزنس'، الکا سروگی کی تصنیف 'کلی کتھا وایا بائی پاس'، سوکیتو مہتا کی 'میکسیمم سٹی'، بابیہ لوسٹ اینڈ فاؤنڈ'، الطاف ٹائر والا کی 'نو گاڈ ان سائٹ'، انیتا نائر کی 'دی مسٹریس'، کرن ناگرکر کی 'گاڈس لٹل سولجر'، جی بالدھر کی 'اے لائف لیس آرڈینری'، ایلین سیلی کی 'دی ٹرائٹر نامہ'، رودرانشو مکرجی اور وریر سانگھوی کی 'ہندوستان تب اور اب' اور شیریں رحمٰن اور ناہید جعفری کی 'کشمیری شال' وغیرہ شامل تھیں۔

خبر نامہ این بی ٹی حکومت ہند کے وزارت ترقی انسانی وسائل کے تحت چلنے والا ادارہ نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا کا اہم رسالہ ہے۔

اس رسالہ کے مضامین میں بیان کیے گئے خیالات سے ٹرسٹ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

ایڈیٹر : ڈاکٹر شمس اقبال

پروڈکشن تعاون : دیوی دین

قارئین سے گذارش ہے کہ وہ خبر نامہ این بی ٹی کے بارے میں اپنے خیالات مدیر کو لکھیں۔

لیزر ٹائپ سیٹنگ اور لے آؤٹ ڈیزائننگ کیپیٹل کریشنس منیر کا میں کیا گیا۔

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا کی طرف سے ڈائریکٹر محترمہ نزہت حسن کے ذریعہ اراولی پرنٹرس اینڈ پبلشرس، ڈبلیو 30، اوکھلا فیز II، نئی دہلی 110020 سے طبع اور اے 5 گرین پارک، نئی دہلی 110016 سے شائع شدہ۔